مقاصد شریعہ میں حاصل ہونے والے فوائد وتضادات کا تحقیقی جائزہ

A Research Study in the Light of the *Maqasid Shari'ah* (Purposes of the *Shariah*), Comparing and Contrasting the Advantages and Disadvantages

Dr Hassan Baig
Lecturer, Department of Interfaith Studies, Faculty of Arabic and Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: hassan.baig@aiou.edu.pk
https://orcid.org/0000-0002-2585-5510

Hafiza Hafsa Majeed
Lecturer, Islamic Studies, OPF, Girls School and College, Satellite Town, Rawalpindi
Email: hafizahafsa44@gmail.com

Hafsa Maqsood
BS Scholar, Department of Islamic Studies
GC Women University, Faisalabad

ABSTRACT

This paper aims to explore that an advantage implies goodness. Opportunism is the complete opposite of corruption. Corruption comes from harm. Underhandedness is something contrary to benefit, which alludes to the mischief, that is consistently and frequently to individuals or people. Those that safeguard the reasons for the Sharia are practicality, and those targets that compromise the Sharia are offenses. There are four sorts of advantages and damages. The fundamental standard for recognizing advantages and damages is Sharia. After that is keenness, there are three types of correlation among advantages and damages: comparison of advantages and disadvantages, as well as advantages and disadvantages. As of now, a few issues have emerged in certain Flavors which should be settled, and this examination is vital for this arrangement.

Keywords: Goodness, Corruption, Sharia, Fundamental Standard

لفظ مصالح "صلح" سے ماخوذ اور مَصلَحت کی جمع ہے۔ عربی لغت میں مصلحت کے درج ذیل معنی بیان کئے گئے ہیں:

"والمَصْلَحَةِ: الصَّلاح ،والمصلَحة واحدة المصالح،والاستصلاح نقيض الاستفاد "[1]

مصلحت کے معنی نیکی کے ہیں اور مصالح کی واحد مصلحۃ ہے،استصلاح استفساد کی ضد ہے۔

تاج العروس میں بھی مصلحت کے معنی نیکی کے بیان کئے گئے ہیں۔ نیز مصلحت کے تحت لکھا ہے:

"ونظر فی مصالح الناس وهم من اهل المصالح لاالمفاسد، و استصلح : نَقیض اسْتَفْسَدَ"[2] لوگوں کی نیکیوں کو دیکھو اور وہ نیکیوں والے ہیں کوئی بگاڑنے والے نہیں۔استصلح، استفسد کی ضد ہے۔

امام راغب اصفہانی "الصلاح" کے معنی درست اور باترتیب کے بیان کرتے ہیں کہ یہ فساد کی ضد ہے۔عام طور پر دونوں لفظ افعال کے متعلق استعمال ہوتے ہیں۔قرآن مجید میں لفظ صَلَاح کبھی تو فساد کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے اور کبھی سیئة کے۔ نیز قرآن مجید میں اکثر مقامات پر ان لوگوں کا ذکر آیا ہے جو ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے ہیں، عمل صالح کے معنی صلاحیت بخش کام کرنا کے ہیں۔[3]

محمد طاہر ابن عاشور "مصلحت" کی لغوی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اما المصلحة : فهی کاسمها شئ فیه صلاح قوی ولذلک اشتق لها صیغة المَفعَلَة الدالة علی اسم المکان الذی یکثر فیه ما منه اشتقاقه ،وهو هنا مکان مجازی - ویظهر لی ان نعرفها بانها وصف للفعل یحصل به الصلاح ،ای النفع منه دائما او غالبا للجمهور او للآحاد -فقولی "دائما " یشیر الی المصلحة الخالصة والمطردة وقولی "او غالبا "یشیر الی المصلحة الراجحة فی غالب الاحوال وقولی "للجمهور او للآحاد " اشارة الی انها قسمان-"[4]

"جہاں تک مصلحت کا تعلق ہے تو وہ ایسی ہے جیسے اس کا نام ایک ایسی چیز ہے جس میں مضبوط نیکی ہے اور اسی طرح میں نے اسے حاصل کیا صیغہ "المَفعَلَة "سے جو اسم مکان کا کام کرتا ہے،جو اس سے حاصل ہونے والی چیزوں سے بہت زیادہ ہے اور یہاں یہ استعاراتی جگہ / مکان مجازی ہے۔مجھے ایسے لگتا ہے کہ ہم اسے اس عمل کی وضاحت کے طور پر جانتے ہیں، جس سے راستبازی حاصل ہوتی ہے۔یعنی اس کا فائدہ ہمیشہ یا اکثر عوام یا افراد کو ہوتا ہے۔پس میرے دائمی کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خالص اور مستحکم مصلحت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور میرا کہنا"یا غالبا"زیادہ تر معاملات میں برتری والی مصلحت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔اور میرا کہنا"جمہور یا احاد"یعنی عوام اور افراد کے لئے، اس طرف اشارہ ہے کہ اس کی دو اقسام ہیں۔"

غرض مصلحۃ مفعلۃ کے وزن پر مصدر میمی ہے جو صلح سے ماخوذ ہے۔اس کے اصل معنی نیکی کے ہیں۔اس کی جمع مصالح آتی ہے جو مفسدۃ کے متضاد ہے۔جیسے صلح فساد کے متضاد ہے۔مصالحۃ کی متضاد مفسدۃ ہے۔ہر وہ چیز جو فساد کے برعکس / الٹ ہو لغوی اعتبار سے مصلحت ہے۔هو یدل علی خلاف الفساد /وہ جو فساد کے خلاف پر رہنمائی کرے۔

فاسد کا لغوی مفہوم:

مفاسد "المَفْسَدَة " کی جمع ہے ۔ المَفْسَدَة :مصدر ہے ،جس کے معنی فساد یا سبب فساد ہے۔[5] مفسدۃ مفاسد کی واحد ہے جس کے معنی میں خرابی، برائی، جھگڑا، فتنہ وفساد کے ہیں۔ عربی کی مشہور لغت لسان العرب میں "المَفْسَدَة" کا مفہوم اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"والمَفْسَدَةُ خلاف المصْلَحة والاستفسادُ خلاف الاستصلاح وقالوا هذا الأَمر مَفْسَدَةٌ لكذا أَي فيه فساد قال الشاعر إِنَّ الشبابَ والفَراغَ والجِدَهْ مَفْسَدَةٌ للعَقْلِ أَيُّ مَفْسَدَهْ"[6]

مفسدت مصلحت سے مختلف ہے اور استفساد، استصلاح کے متضاد ہے اور کہنے لگے کہ یہ معاملہ بگڑا ہوا ہے، یعنی اس میں فساد ہے۔ شاعر نے کہا کہ جوانی، خالی پن اور نیا پن، کوئی بھی بگاڑنے والا دماغ کو خراب کر دیتا ہے۔

طاہر ابن عاشور نے مفسدۃ کے مفہوم کو اس طرح بیان کیا ہے:

واما المفسدة فهی قابل المصلحة وهی وصف للفعل يحصل به الفساد ،ای الضر دائما او غالبا للجمهور او للآحاد [7]

جہاں تک مفسدت کا تعلق ہے پس وہ مصلحت کے مقابل ہے اور یہ اس عمل کی تفصیل ہے جس سے فساد حاصل ہوتا ہے، یعنی نقصان ہمیشہ یا اکثر، عوام یا افراد کے لئے۔

ایک حدیث میں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

لا تغْضَبْ، فإنَّ الغضبَ مَفْسَدَةٌ[8] غصہ نہ کر بے شک غصہ بگاڑ دیتا ہے

مولانا حالی نے نبی مکرم ﷺ کی شان میں ایک نعت میں کہا

مفاسد کا زیر وزبر کرنے والا قبائل کو شیر وشکر کرنے والا

غرض مفسدت کے لفظی معنی نقصان کے کئے جاتے ہیں۔ کسی معاملے کے بگڑنے اور خراب ہونے پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ ہر اس چیز کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو فساد کا سبب بنتی ہے جیسے کھیل، تماشا۔

مصلحت اور مفسدۃ کی تعریف:

متقدمین میں سے امام غزالیؒ نے مصلحت اور مفسدت کی تعریف اس طرح کی ہے:

المحافظة على مقصود الشرع وقال "ومقصود الشرع من الخلق خمسة وهو ان يحفظ عليهم دينهم ونفسهم وعقلهم ونسلهم ومالهم ،فلكل ما يتضمن حفظ هذه الاصول الخمسة فهو مصلحة وكل ما يفوت هذه الاصول فهو مفسدة ،ودفعها مصلحة [9]

مصلحت سے ہماری مراد مقصود شریعت کی محافظت ہے اور شریعت کا مقصد خلق خدا کے سلسلہ میں پانچ چیزوں سے عبارت ہے۔ وہ یہ کہ ان کے دین، جان، عقل، نسل اور مال کی حفاظت کی جائے۔ ہر وہ چیز جو ان پانچ بنیادی چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہو مصلحت شمار ہو گی اور ہر وہ چیز جو ان بنیادوں کے لئے خطرہ ہو مفسدہ شمار ہو گی جسے دور کرنا مصلحت قرار پائے گا۔

اس تعریف کی رو سے مصلحت دراصل فائدے کے حصول اور نقصان کے خاتمے کا نام ہے۔ وہ مصلحت سے مقاصد شریعت کی حفاظت مراد لیتے ہیں۔ انسانوں کے لحاظ سے ان مقاصد کو پانچ اصولوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان پانچ اصولوں پر مشتمل حکم "مصلحت" کہلائے گا اور جو حکم ان پانچ اصولوں پر مشتمل نہیں ہو گا مفسدۃ کہلائے گا۔ قیاس کے سلسلہ میں "معنی مخیل" یا "معنی مناسب" جیسی اصطلاحات سے یہی مفہوم مراد ہوتا ہے۔

امام غزالی کی طرح خوارزمی نے بھی مصلحت کی مختصر تعریف کرکے اسے محدود کر دیا ہے۔ ان کے نزدیک:

"مصلحت مخلوق سے مفاسد دور کرتے ہوئے شارع کے مقصود کے تحفظ کا نام ہے۔"[10]

امام غزالی اور خوازمی کی تعریفات کا ایک ہی مفہوم ہے۔ مخلوق سے مفاسد دور کرنے سے مصلحت حاصل ہوتی ہے اور مصالح کو روکنے سے مفاسد حاصل ہوں گے۔ پس زنا کرنے، شراب پینے اور قتل کرنے سے باز رہنے میں مصلحت ہے۔

ڈاکٹر سعید رمضان البوطی مصلحت کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

المنفعة التى قصدها الشارع الحكيم لعباده،من حفظ دينهم ونفوسهم ،وعقولهم ونسلهم واموالهم،طبق ترتيب معين فيما بينها۔[11]

وہ فائدہ جو دانا قانون دینے والے نے اپنے بندوں کے لئے ان کے دین اور ان کی جانوں اور ان کے دماغوں اور ان کی نسلوں اور ان کے مالوں کو ان کے درمیان ایک خاص ترتیب کے مطابق محفوظ رکھنے کا ارادہ کیا ہے۔

امام غزالیؒ نے مصلحت کی تعریف اس کے اسباب کے ساتھ کی ہے جبکہ البوطی نے اپنی تعریف میں مصلحت کی حقیقت کا سہارا لیا ہے جو کہ منفعت ہے اور اس کے اسباب کا سہارا نہیں لیا۔ امام غزالی نے اس علم کی اصالت اور اصول فقہ کا اہم ستون ہونے کی حقیقت کو بیان کیا۔ نیز انہوں نے مصالح اور مقاصد کی ایسی فہرست فراہم کر دی جو آج تک ہماری رہنمائی کر رہی ہے۔[12]

مصلحت کا انحصار مقاصد شریعت کی حفاظت پر منحصر ہے۔ مقاصد شریعت کو کتاب، سنت اور اجماع سے پہچانا جائے گا۔ شریعت سے تعلق نہ رکھنے والی ہر مصلحت باطل اور مردود ہے اور اس کا پیروکار بدعتی ہے۔ امام ابن

تیمیہ نے مصلحت کو پانچ چیزوں کے ساتھ خاص کرنے والوں پر تنقید کی ہے۔ وہ مصلحت کو نفع پہنچانے اور نقصانات کو دور کرنے کا نام دیتے ہوئے مصلحت کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

"أن يرى المجتهدأن هذا الفعل يجلب منفعة راجحة وليس في الشرع ما ينفيه"[13]

مجتہد کے لئے یہ دیکھنا کہ یہ عمل واضح فائدہ پہنچاتا ہے، شریعت میں کوئی چیز اس سے انکار نہیں کرتی۔

مفسدۃ کی اصطلاحی تعریف:

اگرچہ مفسدۃ کی اصطلاحی تعریف اوپر مصالح کے ساتھ بیان ہو چکی ہے یہاں پر کچھ مزید تعریفات درج کی جاتی ہیں:

"تطلق المفسدة عند الأصوليين على معنيين. على السبب الموصل إلى الضرراي ما يترتب على فعله فساد. على الضررذاته والشروالسيئة والمنكر"[14]

مفسدت کو اصولیین دو معنی پر پکارتے ہیں۔ اس وجہ پر جو نقصان کا باعث بنتا ہے، یعنی اس کے فسادی عمل سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

اپنی ذات میں نقصان برائی، گناہ اور منکر پر اس کے معنی کا اطلاق ہوتا ہے۔

امام شاطبیؒ نے مفسدۃ کی واضح متن میں تعریف نہیں کی ہے تاہم ان کی عبارات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ وہ نقصان دہ چیزیں ہیں جن کو پسپا کرنا ضروری ہے یا ان وجوہات کی وجہ سے آخرت کی خاطر دنیا میں نیکی حاصل کرو۔[15]

موازنہ کا مفہوم:

موازنہ کے لفظی معنی اس طرح بیان کی گئی ہے:

الموازنة : من وزن الشئ وزنا وزنة :اذا قدره ،ووازنت بين الشيئين موازنة وهذا يوزن هذا :اذ كان على زنته اوكان محاذيه ،ووزن الشى رجح[16]

موازنہ: چیز کے وزن سے، وزن کے اعتبار سے: اگر اس کا اندازہ لگایا جائے اور دو چیزوں کو اس کی میزان سے تولا جائے اور یہ اس سے تولا جاتا ہے: اگر اس کے وزن پر ہو یا اس کے متوازی ہو، اور چیز کا وزن زیادہ ہو۔

اُصول اور فقہ کی کتب میں موازنہ کی کوئی اصطلاحی تعریف موجود نہیں ہے۔ علماء نے اس کے لغوی معنی پر ہی اکتفا کیا ہے۔ تاہم میزان کے لغوی معنی اور اصولی و فقہی استعمال میں اشتراک ہے۔ موازنہ کی اصطلاح قدیم اور جدید اصولیین اور علماء کے درمیان معروف ہے۔

ترجیح کا مفہوم:

عربی لغات میں ترجیح کا لفظ درج ذیل سات معانی میں مستعمل ہے:

"الرزانة ،الزيادة،النظر الى الثقل،الميل ،التذبذب ، التفضيل ،التقوية والترجيح على وزن تفعيل "[17]

حساب لگانا، اضافہ، وزن دیکھیں، جھکاؤ، متردد ہونا، بڑائی، تقویت اور ترجیح تفعیل کے وزن پر ہے۔

قرآن مجید میں ترجیح کی مثال سورہ نسآء کی 95 نمبر آیت ہے جس میں قاعدین پر مجاہدین کو ایک درجہ فضیلت یعنی ترجیح دی گئی ہے۔

ترجیح کی تعریف:

ترجیح کی اصطلاحی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے:

اقتران احد الصالحين ؛للدلالة على المطلوب مع تعارضهما بما يوجب العمل به واهمال الآخر[18] صالحین میں سے ایک کا بقائے باہمی؛ اس بات کی نشاندہی کرنے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے، ان کے تضاد کے ساتھ عمل کی ضرورت اور دوسرے کو نظر انداز کرنا ہے۔

صالحین کی بقائے باہمی سے مراد یہ ہے کہ جو چیز اشارہ کے لئے درست نہیں ہے، اس سے احتیاط کی جائے۔ اس لئے کہ وزن متضاد کے حصول کے ساتھ ہے۔

مصالح اور مفاسد کی تعبیرات:

مصالح کو خیر جبکہ مفاسد کو شر کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ ابی محمد عزالدین عبد العزیز بن عبد السلام " **قواعد الاحكام فی مصالح الانام** "میں **"فيما استثنى من تحصيل المصالح ودرء المفاسد لما عارضه او رجح عليه** "(جب کہ وہ فوائد حاصل کرنے اور بدعنوانی سے بچنے سے باہر تھا، جس کی اس نے مخالفت کی یا اس کی حمایت کی) کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"ويعبر عن المصالح والمفاسد بالخير والشر ،والنفع والضر،والحسنات والسيئات؛لان المصالح كلها خيور نافعات حسنات ،والمفاسد باسرها شرور مضرات سيئات وقد غلب فی القرآن استعمال الحسنات فی المصالح والسيئات فی المفاسد۔" [19]

مصالح اور مفاسد کو خیر و شر، نفع ونقصان اور نیکی وبدی سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، کیوں کہ مصالح تمام تر خیر، نفع بخش اور نیکیاں ہیں اور مفاسد تمام تر شر ضرر رساں اور برائیاں ہیں۔ قرآن حکیم نے مصالح کے لئے بالعموم حسنات (نیکیاں) اور مفاسد کے لئے سیئات (برائیاں) کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

ایسے تمام گناہ جن سے منع کیا گیا ہے مفاسد پر مشتمل ہیں۔ اسے شریعت نے مجموعی صفوں میں ترتیب دیا ہے، جس کے بعد فقہاء نے الگ کیا ہے۔ پس شریعت میں ان کا ذکر فواحش، کبائر اور لمم کے ساتھ آیا ہے"

الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَالْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ [20]

ان لوگوں کو جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں البتہ کبھی کبھار پھسل جانے کی بات اور ہے۔

اسی طرح فواحش (کھلی اور چھپی بے حیائی) اثم (گناہ) اور بغی بغیر الحق (ناحق کسی سے زیادتی) کے مفہوم میں مفسدت شامل ہے۔ نیز حرام مہینے میں جنگ کرنے، اللہ کی راہ سے روکنے، کفر کرنے، مسجد حرام سے روکنے اور فتنہ وغیرہ جیسی چیزوں سے روکا گیا اور ان میں سے بعض کو بعض سے بڑا گناہ قرار دینا بھی مفاسد کی نشاندہی ہے۔ فساد کے لفظ کو مطلقا بھی استعمال کیا گیا ہے اور طغیان کے معنی میں بھی جو ظلم اور گناہ کی شدت پر رہنمائی کرتا ہے۔ یہ اپنے مالک کو لوگوں کے حقوق کی تردید کرنے کی جرات عطا کرتا ہے۔ عہد صدیقی میں جمع قرآن کا کام خیر پر رہنمائی کرتا ہے۔ مصالح اور مفاسد کو خیر اور شر کا نام دینے کی دلیل حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی حدیث ہے، جس میں انہوں نے فرمایا:

كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي [21]

لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا۔ اس خوف سے کہ کہیں میری زندگی میں ہی شر نہ پیدا ہو جائے۔

بعض فقہاء نے مفاسد کے بعض درجات کے نام رکھے ہیں جو بہت زیادہ نہیں ہیں۔ شافعی فقہاء نے ان کو اس طرح ترتیب دی ہے: حرام، مکروہ، خلاف اولی۔ حنفی فقہاء نے ان کو اس طرح ترتیب دیا ہے: حرام، مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی۔ [22]

مصالح اور مفاسد کی اقسام:

لذتیں اور ان کے اسباب، فرحتیں اور ان کے اسباب، مصالح کی چار اقسام ہیں جبکہ آلام اور ان کے اسباب، غم اور ان کے اسباب، مفاسد کی بھی چار اقسام ہیں۔

حقیقت اور مجاز کے لحاظ سے مصالح اور مفاسد کو دو دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:

مصالح کی حقیقی قسم میں فرحتیں جبکہ مجازی قسم میں ان کے اسباب شامل ہیں۔ بعض اوقات مفاسد ہی مصالح کے اسباب ہوتے ہیں۔ لیکن ان مفاسد پر عمل کرنے کا حکم دیا جاتا ہے یا انہیں مباح قرار دیا جاتا ہے۔ کیوں کہ یہی مفاسد مصالح کو حاصل کرنے کے ذرائع ہیں۔ جیسے کینسر زدہ ناقابل علاج ہاتھ سے جان کو بچانے کے لئے اسے کاٹ دینا یا کفار سے لڑنے کے لئے جانوں کو خطرے میں ڈالنا ہے۔ اسی طرح شرعی سزائیں مفاسد ہیں لیکن ان کے نفاذ سے مصالح کا حصول ہوتا ہے جیسے چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹنے، قتل عمد کرنے والے سے قصاص لینے اور شادی شدہ زانی کو رجم کرنے سے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ حقیقی مصالح ہیں۔ شرعی سزائیں مجازی معنی میں مصالح ہیں۔

مفاسد کی دو اقسام ہیں۔ حقیقی مفاسد غم اور الم ہیں جبکہ مجازی مفاسد سے غم والم کے اسباب مراد ہیں۔ کبھی مصالح ہی مفاسد کے اسباب ہوتے ہیں، لیکن شریعت ان سے منع کرتی ہے، جیسے خمر و میسر میں نفع ہے، لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے، اس لئے شریعت نے روک دیا۔ ان مصالح سے روکنے کا سبب یہ ہے کہ وہ مفاسد کا ذریعہ ہیں۔[23]

محمد طاہر ابن عاشور کہتے ہیں کہ مفاسد کی تعریف سے حاصل ہوا کہ مصلحت کی دو اقسام ہیں:

ا۔ مصلحت عامہ:

ایسی مصلحت جس میں پوری قوم یا اکثریت کی بھلائی ہے۔ یہ افراد کے حالات کی طرف متوجہ نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ کسی گروہ یا قوم کے حصے ہوں۔ جیسے مالداروں کو جلانے اور ضائع ہونے سے بچانا۔ پھر اگر ان مالداروں کے باقی رکھنے میں منافع اور مصالح ہیں۔ یہ اس طرح ہے کہ جو بھی اس سے مستفید ہو سکے وہ اسے شرعی طور پر معلوم پہلوؤں میں حاصل کر سکتا ہے۔ اسے جلانا اور ضائع کرنا عوام کے مفادات کو ضائع کر دیتا ہے۔ اور یہی سب سے زیادہ قرآنی قانون سازی میں آیا ہے۔ ان میں زیادہ عظمت فروض کفایات کو حاصل ہے، جیسے دینی تعلیم حاصل کرنا اور جہاد اور حصول علم کے فرائض وہ ہیں جو قوم کی طاقت کے حاصل کرنے میں سبب ہیں۔

۲۔ مصلحت خاصہ:

اگر کسی خاص فرد کو فائدہ حاصل ہوتا ہے تو یہ مصلحت خاصہ ہے۔ کسی قوم کو کسی فرد کی طرف سے خمیازہ بھگتنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ فرد کے اعمال پر گہری نظر رکھیں اور فرد کی اصلاح کے ذریعہ جماعت کی اصلاح کرنا مقصود ہے۔ عالم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ پوشیدہ مفادات کے حصول کے لئے اپنی رائے کا جائزہ لے۔ وہ ان میں سے اکثر کو قوم اور برادری یا عالمی نظام کے عمومی فائدہ کو مد نظر رکھتا ہے، جیسے قتل خطا میں دیت قبیلہ کی قرابت داری پر لازم

تھی۔اس کے ادا کرنے والوں کو کوئی ظاہری فائدہ نہیں ہے اور اس میں قاتل خطا کے لئے خاص مصلحت ہے جب اس نے اپنا مال رکھا۔اس کا فائدہ یہ ہے کہ لوگ اپنے گروہوں کے ساتھ بڑی آفات کو برداشت کرسکیں ۔نیز مقتول کے والدین کو راضی کیا جائے تاکہ ان کے دلوں سے پرانی یادیں نکل سکیں۔وہ پرانی یادیں جو انہیں قاتل کو چوٹ پہنچانے پر مجبور کرسکتی ہیں۔دیت کی خوشی سے ان کے شگاف کو پر کیا جاسکے۔اگر قاتل پر اس کی ادائیگی کا الزام ہوتا تو وہ اس سے پناہ مانگتا یا وہ غربت کی حالت میں ہوتا تو سلامتی، ہمدردی اور مہربانی کے تمام مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔[24]

مصالح اور مفاسد کی پہچان کا طریقہ:

عزالدین عبد العزیز بن عبد السلام نے مصالح اور مفاسد کو پہچاننے اور ان میں راجح مرجوح متعین کرنے کا ایک اصول بیان کیا ہے۔وہ"فیما تعرف به مصالح الدارین ومفاسدهما "کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"اما مصالح الدارين واسبابها ومفاسدها فلا تعرف الا بالشرع ،فان خفى منها شىء طلب من ادلة الشرع وهى الكتاب والسنة والاجماع والقياس المعتبروالاستدلال الصحيح واما مصالح الدنيا واسبابها ومفاسدها فمعروفة بالضرورات والتجارب والعادات والظنون المعتبرات فان خفى شى من ذلک طلب من ادلته "

"جہاں تک دونوں جہانوں کے مصالح اور اس کے اسباب اور اس کے مفاسد کا تعلق ہے تو انہیں شریعت کے ذریعے جانتے ہیں، پھر اگر اس سے کوئی چیز مخفی ہو جائے تو اسے شرعی دلائل سے حاصل کیا جائے گا اور وہ قرآن اور سنت اور اجماع اور قابل اعتبار قیاس اور صحیح استدلال ہے اور جہاں تک دنیاوی مصالح،ان کے اسباب اور ان کے مفاسد کا تعلق ہے تو وہ ضروریات، تجربات،عادات اور قابل اعتبار / محفوظ تصورات سے پہچانے جاتے ہیں۔"وہ مزید لکھتے ہیں:

"ومن اراد ان يعرف المتناسبات والمصالح والمفاسد راجحهما ومرجوحهما فليعرض ذلک على عقله بتقدير ان الشرع لم يرد به ثم يبنى عليه الاحكام فلا يكاد حكم منها يخرج عن ذلک الا ما تعبد الله به عباده ولم يقفهم على مصلحته او مفسدته وبذلک تعرف حسن الاعمال وقبحها ،مع ان الله عزوجل لايجب عليه جلب مصالح الحسن ولا درء المفاسد القبيح كما لا يجب عليه خلق ولا رزق ولا تكليف ولا اثابة ولا عقوبة و انما لا يجلب مصالح الحسن ويدرء المفاسد القبيح طولا منه على عباده وتفضلا ولو عكس الامر لم يكن قبيحا اذ لا حجر لاحد عليه۔" [25]

اور جو متناسبات(مصالح کے تقاضے) اور مصالح اور مفاسد اور ان دونوں میں سے راجح اور مرجوح کو پہچاننا چاہے تو اسے اپنی عقل پر اس طرح پیش کرے، گویا اس کے بارے میں شریعت کا کوئی حکم نہیں ہے، پھر عقل کے فیصلے پر

احکام کی بنیاد رکھے۔اس معیار سے کوئی باہر نہیں۔سوائے ان عبادات کے جو اللہ نے لوگوں کے لئے مقرر کر دی ہیں۔اور اس نے اپنے فائدے یا نقصان کے لئے ان کو نہیں روکا۔اس طرح آپ کو اعمال کی خوبصورتی اور بدصورتی معلوم ہو گی، حالاں کہ اللہ تعالی کو نہ تو خیر خواہی لانی ہے اور نہ ہی بدصورتی کو روکنا ہے، جیسے اسے پیدا کرنے، رزق فراہم کرنے، حکم دینے اور انعام یا سزا دینے کی ضرورت نہیں۔بلکہ اپنے بندوں تک پہنچانے اور اس پر احسان کرنے سے نہ نیکی کا فائدہ پہنچتا ہے اور نہ مفاسد کی بدصورتی سے بچتا ہے، اگر یہ معاملہ الٹ ہوتا تو یہ برا نہ ہوتا۔جیسا کہ اس پر کسی کے لئے کوئی پتھر نہیں۔

غرض مصالح اور مفاسد کو پہچاننے اور ان میں راجح اور مرجوح کا تعین کرنے کے لئے شریعت اسلامی میں غور وفکر کیا جائے گا اگر شریعت کسی معاملہ میں رہنمائی نہیں کرتی تو پھر عقل کی بنیاد پر ترجیح کا فیصلہ کیا جائے گا۔

مصالح کو حاصل کرنے کے دلائل:

اللہ تعالی نے مصلحت عامہ کے تحت انسان کے لئے تمام مخلوقات کو مسخر کر دیا تاکہ وہ ہر چیز سے فائدہ اٹھا سکے۔عوامی فائدہ کے لئے اہل کتاب کے ذبیحہ کو حلال قرار دیا گیا۔اسی طرح کفار اگر صلح کے لئے آمادہ ہو جائیں تو آپ ﷺ بھی صلح کے لئے آمادہ ہو جائیں۔چناں چہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار مکہ کے ساتھ دس سال تک جنگ بندی کا معاہدہ ہوا اور ان کی غیر منصفانہ شرائط کو قبول کیا۔غزوہ خیبر کے بعد مفتوحہ زمین یہودیوں کو دے کر یہ واضح کر دیا گیا کہ غیر مسلموں کے ساتھ زرعی شرکت جائز ہے۔آپ ﷺ نے ایک یہودی کے پاس اپنی ذرہ گروی رکھی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے ساتھ مالی معاملات جیسے خرید و فروخت، کوئی چیز گروی رکھ کر قرض لینا وغیرہ کی اجازت ہے۔یہ معاملات بغیر کسی تفریق کے عوامی مصلحت کے لئے ہوں اور ان سے مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچے۔یہی وجہ ہے کہ اجماع امت میں بھی مصلحت کو حاصل کرنے پر اتفاق کیا گیا ہے۔ان تمام دلائل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شارع کے نزدیک مصلحت کا حصول مقصود ہے نیز انہی پر امر و نہی کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔

مفاسد کو دور کرنے کے دلائل:

ایسے دلائل کو شمار کرنا ناممکن ہے جن میں مفاسد سے روکا گیا ہے۔اس لئے یہاں پر چند دلائل کے بیان پر اکتفا کیا گیا ہے: ہر قسم کی برائی کو تین الفاظ میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَيَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ وَٱلْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ[26]

اور وہ روکتا ہے بے حیائی اور برائی اور سرکشی سے، وہ تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی / شارع نے تمام بڑے مفاسد کو حرام قرار دیا ہے۔ کسی جنسی تفریق کے بغیر تمام انسانوں کی حمایت جیسے مقصد کو پیش نظر رکھا۔ اسی طرح ایک اور آیت میں فرمایا:

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ[27]

اور جب پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے تو زمین پر دوڑتا پھرتا ہے تاکہ اس میں فتنہ انگیزی کرے اور کھیتی کو (برباد) اور (انسانوں اور حیوانوں کی) نسل کو نابود کردے اور خدا فتنہ انگیزی کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں فساد پھیلانے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس فساد میں مال چھیننا ،خون بہانا، کھیتی اور نسل کی تباہی شامل ہے۔

ایک حدیث میں نبی مکرم ﷺ نے قتال کے مفاسد کو دور کرتے ہوئے فرمایا:

اغْزُوا بِاسْمِ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ اغْزُوا وَ لاَ تَغُلُّوا وَلاَ تَغْدِرُوا وَلاَ تَمْثُلُوا وَلاَ تَقْتُلُوا وَلِيدًا[28]

اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جو اللہ تعالی سے کفر کرتے ہیں ان سے لڑو، نہ خیانت کرو، نہ بدعہدی کرو، نہ مثلہ کرو اور نہ کسی بچے کو قتل کرو۔

مصالح اور مفاسد میں موازنہ اور ترجیح کی صورتیں:

مصالح کو حاصل کرنا دیگر ضروریات زندگی کی طرح اہم ہے۔ عزالدین عبد السلام اپنے قواعد کی تیسری فصل میں لکھتے ہیں:

"خوب جان لیجیے کہ خالص مصالح اپنے وجود سے عزیز ہیں۔ لوگوں کے لئے خالص منافع کا حاصل کرنا خوراک اور رہائش کی طرح ہے، جو سخت محنت اور کوشش کے بعد حاصل ہوتی ہیں۔ پھر جب حاصل ہوئیں تو ان کے ساتھ نقصان اور تکالیف ملی ہوتی ہیں، جو اسے پریشان کرتی ہیں۔ اور اس میں یہ بھی کہا گیا: اور خوب جان لو کہ بہترین کو پیش کرنا اور خراب کو روکنا بندوں کی فطرت پر مرکوز ہے۔ صالح کو اصلح پر ترجیح نہیں دی جاسکتی سوائے اس کے جو بہتر کی فضیلت سے ناواقف ہو یا بدبخت اور جاہل جو دونوں سطحوں کے فرق کو نہیں دیکھتا۔"[29]

مصالح اور مفاسد کا فیصلہ غالب پہلو کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ غالب اکثریت اور رواج کی بنیاد پر مصلحت اور مفسدت کا فرق کیا جاتا ہے۔ امام شاطبی نے اپنی کتاب موافقات کی کتاب المقاصد کے آغاز میں پانچویں مسئلہ میں فرمایا:

"مصالح اور مفاسد دنیا کی طرف لوٹنے والے ہیں، بے شک وہ مطلوبہ چیز جو غالب ہے، اسی کے مطابق سمجھے جاتے ہیں۔ جب مصلحت کی طرف غالب ہے تو وہ رواج کے مطابق سمجھی جانے والی مصلحت ہے

۔اور جب دوسری طرف غالب ہوئی تو وہ مفسدۃ ہے، جسے رواج کے مطابق سمجھا جائے گا۔لہٰذا دو چہروں والا فعل غالب پہلو کی طرف منسوب کیا گیا۔ اگر مصلحت کا پہلو زیادہ ہو تو اس کی ضرورت ہے اور اس کے بارے کہا جائے گا کہ وہ مصلحت ہے اور جب اس میں مفسدت کا پہلو غالب ہے تو اس سے بچا جائے گا اور کہا جائے گا کہ وہ مفسدت ہے، جیسا کہ رسم و رواج رہا ہے۔"[30]

محمد طاہر ابن عاشور ان دونوں تعریفات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"ان دونوں کے کلام سے خالص فائدہ اور خالص نقصان کے وجود سے مایوس نہ ہوں۔ دو افراد کے درمیان تعاون ان دونوں کے لئے مصلحت ہے اور اس میں ادنی قسم کا نقصان بھی نہیں ہے۔ اور کسی ایک کا مال جلانا خالص نقصان ہے۔ تاہم ہمیں دو یا دو سے زیادہ افراد کے لین دین کے سلسلہ میں دو معاملات کو مسلط کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اگر ہم اسے ایک شخص کے فعل میں پیش کریں تو ہم اس کی مثالیں بڑھا سکتے ہیں۔ تاہم کچھ نقصان اس کی پیروی کرنے والوں کی طرف سے ہو سکتا ہے جو اس کی پیروی کرنے والوں کی طرف سے نظر انداز کیا جاتا ہے۔۔ یہ عوام کی کیفیت ہے جیسے کہ جانور کے سوار کا سامان، جس سے اس کا سامان گرا ہو لے جانے والے کو نقصان پہنچا، اگر وہ ایسا کرتا ہے تو خالصتاً مسافر کے مفاد میں ہے۔ جو چیز کام کرنے والے کے سامنے آتی ہے اس کا اسے نقصان پہنچانے پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ گویا عزالدین نے اسے عزیز تصور کیا کیوں کہ اس نے اسے دو گروہوں کے درمیان لین دین کے پہلو سے دیکھا۔ وہ دونوں امام اس ضابط کے گرد تحقیق کرنا چاہتے ہیں جس کے ذریعہ ہم مصلحت اور مفسدت کے وصف کا اعتبار کرتے ہیں۔"[31]

قرآن مجید سے موازنہ کی مثال اس آیت سے معلوم ہوتی ہے:

يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡخَمۡرِ وَالۡمَيۡسِرِ‌ؕ قُلۡ فِيۡهِمَآ اِثۡمٌ كَبِيۡرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثۡمُهُمَآ اَكۡبَرُ مِنۡ نَّفۡعِهِمَا‌ؕ [32]

وہ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیے کہ ان دونوں چیزوں کے اندر بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں لیکن ان کا گناہ ان کے فائدے سے بڑھ کر ہے۔

اس آیت میں کلمات { وَاِثۡمُهُمَآ اَكۡبَرُ مِنۡ نَّفۡعِهِمَا } گناہ یا مفسدت اور اس کی منفعت کے درمیان ایک موازنہ پیش کر رہے ہیں۔ منفعت یا فائدہ کے متعلق کئی اقوال ہیں جن میں سے زیادہ محمود تجارتی نفع مراد ہے۔

لیکن شراب کے مفاسد اس کے نفع پر غالب ہیں۔ کیا یہ نفع مصلحت کہلائے گا؟ اس بارے میں طاہر ابن عاشور کی رائے یہ ہے کہ:

ولیست /تلک المنافع بمصالح لانها لوکانت مصالح لکان تناوله مباحااوواجبا[33]

یہ منافع مصلحت نہیں ہے کیوں کہ اگر یہ مصلحت ہوتی تو اس کا کھانا جائز یا واجب ہوتا

مولانا محمد ادریس کاندھلوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"جس طرح خدا کی راہ میں جان و مال کا خرچ کرنا دین اور دنیا کی عزتوں کا سبب ہے (جیسا کہ پہلی آیتوں میں اس کا ذکر ہوا ہے) اسی طرح شراب و کباب اور قمار یعنی جوئے میں مال کا خرچ کرنا، دینی اور دنیاوی تباہی کا موجب ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں اور یہ لوگ آپ سے شراب اور قمار یعنی جوئے کے متعلق دریافت کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں چیزوں کے استعمال میں فقط ایک گناہ نہیں بلکہ ان کے اندر بہت سے بڑے بڑے گناہ مضمر اور پوشیدہ ہیں اور لوگوں کے لیے کچھ معمولی فائدے بھی ہیں اس لیے کہ لوگوں کو شبہ پیدا ہوا کہ ان دونوں چیزوں کا استعمال کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ فوائد اور منافع کا اقتضاء یہ ہے کہ استعمال جائز ہو اور مفاسد کا اقتضاء یہ ہے کہ استعمال ممنوع ہو۔ آپ ﷺ ان سے یہ فرمادیں کہ شراب اور قمار کا گناہ اور ضرر ان کے نفع اور فائدہ سے کہیں زیادہ ہے۔ شراب اور قمار سے اول تو یہ دنیا ہی میں بہت مضرتیں لاحق ہوتی ہیں۔ شراب پی کر عقل جیسی بے مثال نعمت ہاتھ سے کھو دینا اور بدمستیوں اور گالیوں میں مبتلا ہو جانا اور بغض و عداوت میں پڑ جانا ہے۔ غرض یہ کہ شراب عقل کو برباد کر دیتی ہے اور قمار مال کو برباد کرتا ہے اور اگر بالفرض ان چیزوں سے دنیا میں کوئی نقصان نہ ہو تا تو گناہ کی مضرت اخروی مضرت اور آخرت کی مضرت کے مقابلہ میں دنیا کے چند روزہ منافع ہیچ ہیں۔ اس آیت سے شراب اور قمار کی حرمت بیا.ن کرنا مقصود نہیں بلکہ ان دونوں چیزوں کے ترک کا مشورہ دینا مقصود ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کو چھوڑ دواس ل. یے کہ ان کا ضرر نفع سے زائد ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ دفع ضرر کو حصول نفع سے مقدم سمجھے۔"[34]

مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر کا خلاصہ درج ذیل ہے:

"قرآن مجید نے یہاں اسلامی شریعت کا یہ مزاج بتادیا کہ جن چیزوں کا نقصان ان کے نفع سے زائد ہے وہ اس شریعت میں ممنوع ہے۔ یہاں قرآن مجید نے شراب اور جوئے کے مادی اور طبی فوائد کا اعتراف نہیں کیا اور قرآن مجید کو اشیاء یا اعمال کے طبعی فوائد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہاں شراب اور جوئے کے مادی اور طبی فوائد کا اعتراف سمجھنے والے غلط فہمی کا شکار ہیں۔ اس غلط فہمی کی وجہ شراب اور جوئے کو اپنے معاشرے میں رواج پانے والے شراب اور جوئے پر قیاس کرنا ہے۔ دوسری وجہ جاہلی عرب کے کلام، روایات اور معروف منکر سے کم واقفیت ہے جس کی وجہ سے قرآنی اِشارات تک پہنچنا مشکل ہے۔ تیسری وجہ قرآنی الفاظ میں تدبر و تفکر کی کمی ہے۔ قرآن مجید نے نفع کے مقابلے میں

اثم کا لفظ استعمال کر کے واضح کر دیا کہ یہاں طبی اور مادی فائدے نہیں بلکہ اخلاقی فائدے ہیں۔ اثم کا لفظ اخلاقی مفاسد اور گناہوں کے لئے مستعمل ہے۔ طبی یا مادی نقصان کے لئے لفظ ضرر استعمال کیا جاتا۔ اس آیت میں اسلامی شریعت کا یہ مزاج واضح کر دیا کہ جو چیز اخلاقی لحاظ سے نقصان دہ ہے اگر اس سے کوئی فائدہ ظاہری طور پر انسانوں کو پہنچتا ہو یا پہنچایا جا سکتا ہو، تب بھی ان کے ضرر کے پہلو کے غلبہ کے سبب سے اسلام میں ان سے احتراز ہی واجب ہے۔ مثلاً ہو سکتا ہے کہ کسی جگہ لوگ لاٹری ڈالیں تا کہ اس کے ذریعہ حاصل ہونے والی رقم سے ایک شاندار مسجد تعمیر کریں یا فلم اسٹاروں کا ایک امدادی شو منعقد کریں تا کہ اس کے ٹکٹ فروخت کر کے کسی مصیبت زدہ علاقے کے مسلمانوں کی مدد کریں۔ بظاہر یہ کام نیکی اور خدمت خلق کے ہیں لیکن اسلام نے اس نیکی کو جائز نہیں رکھا کیونکہ اس نیکی کے پردے میں جو بدی پرورش پاتی ہے وہ اس نیکی سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔"[35]

مصالح اور مفاسد میں موازنہ کی تین صورتیں ہیں:

(I) مصالح کے درمیان موازنہ

(II) مفاسد کے درمیان موازنہ

(III) مصالح اور مفاسد کے درمیان موازنہ

(I) مصالح کے درمیان موازنہ:

دو مصالح کے درمیان موازنہ قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں بیان کیا گیا ہے:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ [36]

یہ بات کسی نبی کے شایان شان نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی رہیں جب تک کہ وہ زمین میں (دشمنوں کا) خون اچھی طرح نہ بہا چکا ہو (جس سے ان کا رعب پوری طرح ٹوٹ جائے) تم دنیا کا سازوسامان چاہتے ہو اور اللہ (تمہارے لیے) آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے اور اللہ صاحب اقتدار بھی ہے، صاحب حکمت بھی۔

غزوہ بدر میں ہاتھ آنے والے قیدیوں کے ساتھ سلوک کے سلسلہ میں دو قسم کی مصلحتوں کا سامنا تھا۔
ایک مصلحت ان کے قتل کے ساتھ وابستہ تھی جبکہ دوسری فدیہ لینے کے ساتھ وابستہ تھی۔ ان میں سے بڑی مصلحت کفار کو قتل کرنے اور اس طریقہ سے ان کی شان و شوکت کو ختم کرنے سے وابستہ تھی۔ اس لئے قتل کو ان کے فدیہ پر مقدم کیا گیا۔ قیدیوں کے بارے میں قتل کا فیصلہ معنوی مصلحت جبکہ فدیہ کا لینا مادی مصلحت تھا قرآن مجید نے معنوی مصلحت کو تقدیم اور عمل کے لحاظ سے اولیٰ قرار دیا۔

سعد الساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً[37]

باجماعت نماز پڑھنا اکیلے کی نماز سے ستائیس درجے افضل ہے

اس طرح کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض شرعی اور نیک اعمال جو مصالح کا درجہ رکھتے ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی گئی ہے۔

(II) مفاسد کے درمیان موازنہ:

دو مفاسد کے درمیان موازنہ قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں بیان کیا گیا ہے:

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا[38]

جہاں تک کشتی کا تعلق ہے وہ کچھ غریب آدمیوں کی تھی جو دریا میں مزدوری کرتے تھے، میں نے چاہا کہ اس میں کوئی عیب پیدا کر دوں، (کیونکہ) ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر (اچھی) کشتی کو زبردستی چھین کر رکھ لیا کرتا تھا۔

کشتی کا جلانا اور اسے عیب دار بنانے کا مقصد یہ تھا کہ ظالم بادشاہ ان سے کشتی نہ چھین لے کیوں کہ جب صحیح کشتیاں اس کے پاس سے گزرتیں تو وہ انہیں پکڑ لیتا۔ یہ عمل چھوٹی مفسدت کے ارتکاب پر دلالت کرتا ہے۔ جبکہ کشتی کا چھین لینا بڑی مفسدت تھی۔ حضرت خضرؑ نے دونوں مفاسد کا موازنہ کیا اور چھوٹی کا ارتکاب کیا تاکہ چھیننے والی بڑی مفسدت سے بچ جائے۔

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعُوهُ وَهَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ أَوْ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ[39]

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: ایک اعرابی کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ تو لوگ اس پر جھپٹنے لگے۔ (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا بھرا ہوا ڈول یا کچھ کم بھرا ہوا ڈول بہا دو۔ کیونکہ تم نرمی کے لیے بھیجے گئے ہو، سختی کے لیے نہیں۔

اس حدیث میں دو مفاسد کا ذکر ہے پہلی مفسدت مسجد میں نجاست ڈالنا ہے جبکہ دوسری مفسدت اس بات کا خوف تھا کہ بدو کہیں دین سے منہ نہ پھیر لے۔ نبی مکرم ﷺ نے پہلی مفسدت میں نرمی اور آسانی کا حکم دیا کہ کہیں وہ دین سے اعراض جیسی بڑی مفسدت کا شکار نہ ہو جائے۔ پہلی مفسدت میں فروع کی خلاف ورزی ہے جبکہ

دوسری اُصول کی خلاف ورزی پر مشتمل ہے۔اصول کی حفاظت فروع کی حفاظت سے زیادہ ضروری ہے۔معافی چھوٹی برائی کے ارتکاب میں تھی، جس کی نمائندگی مسجد کو ناپاک کرنے سے ہوتی ہے، تاکہ بڑی برائی (جو یہ ہے کہ بدویوں کا دین سے روگردانی کا خوف) سے روکا جاسکے۔

(III) مصالح اور مفاسد کے درمیان موازنہ:

مصالح اور مفاسد کے درمیان موازنہ قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں بیان کیا گیا ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ[40]

(مسلمانو) جن (جھوٹے معبودوں) کو یہ لوگ اللہ کے بجائے پکارتے ہیں تم ان کو برا نہ کہو، جس کے نتیجے میں یہ لوگ جہالت کے عالم میں حد سے آگے بڑھ کر اللہ کو برا کہنے لگیں۔ (اس دنیا میں تو) ہم نے اسی طرح ہر گروہ کے عمل کو اس کی نظر میں خوشنما بنا رکھا ہے۔ پھر ان سب کو اپنے پروردگار ہی کے پاس لوٹنا ہے۔اس وقت وہ انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کچھ کیا کرتے ۔

اس آیت میں مشرکین کے جھوٹے خداؤں کو گالی دینا حرام قرار دیا گیا۔مشرکین کے خداؤں کی توہین کرنے میں مصلحت تھی لیکن اس میں ایک بڑی مفسدت تھی کہ وہ اللہ کی توہین کرنے لگ جائیں گے۔جب مصلحت اور مفسدت آمنے سامنے ہوں اور مفسدت مصلحت سے بڑی ہو تو مفسدۃ کو دور کرنے کے لئے مصلحت کو چھوڑ دینا بہتر ہے۔

عَنْ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ الزُّبَيْرِ: كَانَتْ عَائِشَةُ تُسِرُّ إِلَيْكَ كَثِيرًا ، فَمَا حَدَّثَتْكَ فِي الْكَعْبَةِ ، قُلْتُ: قَالَتْ لِي: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَائِشَةُ ، لَوْلَا قَوْمُكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ ، قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: بِكُفْرٍ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ ، فَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ ، بَابٌ يَدْخُلُ النَّاسُ وَبَابٌ يَخْرُجُونَ ، فَفَعَلَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ[41]

حضرت اسود سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن زبیر نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تم سے بہت باتیں چھپا کر کہتی تھیں، تو کیا تم سے کعبہ کے بارے میں بھی کچھ بیان کیا، میں نے کہا (ہاں) مجھ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) ارشاد فرمایا تھا کہ اے عائشہ! اگر تیری قوم (دور جاہلیت کے ساتھ) قریب نہ ہوتی (بلکہ پرانی ہو گئی ہوتی) ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یعنی زمانہ کفر کے ساتھ (قریب نہ ہوتی) تو میں کعبہ کو توڑ دیتا اور اس کے لیے دو دروازے بنا دیتا۔ ایک دروازے سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے دروازے سے باہر نکلتے، (بعد میں) ابن زبیر نے یہ کام کیا۔

اس حدیث میں مصلحت کعبہ کو قواعد ابراہیمی پر دوبارہ استوار کرنا تھا لیکن متوقع مفسدت ارتداد تھا۔ نبی مکرم ﷺ نے مفسدت کے دور کرنے کو مصلحت کے حصول پر ترجیح دی۔

عصر حاضر میں مصالح میں پیدا ہو جانے والے چند مفاسد کا جائزہ:

ا۔ مصلحت نکاح میں پیدا ہو جانے والے مفاسد:

نکاح کرنا ایک مصلحت ہے لیکن مسلم معاشرے میں شادی جیسے مسنون عمل میں کئی مفاسد کو شامل کر دیا گیا ہے۔ شادی کے پروگراموں میں رقص و سرود کی محفلیں بپا کی جاتی ہیں۔ ان محافل میں شراب پی جاتی ہے، ناچ گانا کیا جاتا ہے۔ خواتین یا خواتین نما ہیجڑے بلائے جاتے ہیں جو نیم عریاں لباس پہنتے ہیں یا اپنا ستر ناچ گانے کے دوران ظاہر کر دیتے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں بے حیائی اور برائی کو فروغ ملتا ہے جبکہ شریعت نے بے حیائی اور برائی سے روکا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ[42]

خدا تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور نامعقول کاموں اور سرکشی سے منع کرتا ہے (اور) تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

شراب پی کر ایک حرام عمل کا ارتکاب کیا جاتا ہے جو باعث لعنت فعل ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب پینے اور پلانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔[43] جسمانی نقصان اور بیماری اس کے علاوہ ہے۔

اسی طرح ان محافل میں پیسے کو پانی کی طرح بہایا جاتا ہے جو تبذیر اور گناہ پر خرچ کرنے کی ایک شکل ہے. شرعی نقطہ نظر سے قرآن میں جہاں مبذر کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے وہیں حدیث میں مال کو ایک امانت قرار دیا گیا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالی ہر انسان سے سوال کریں گے کہ اس نے مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟[44] اسی طرح رات کے وقت فائرنگ کر کے جہاں خوف وہراس پھیلایا جاتا ہے وہیں پر یہ باقی لوگوں کے آرام میں خلل واقع ہوتا ہے۔

شادی کے دوران ولیمہ یا کھانے کی دعوت ہوتی ہے. لوگ کھانا زیادہ ڈالتے ہیں اور کھاتے کم ہیں۔ پھر وہ بچا ہوا کھانا کسی غریب اور فقیر کو نہیں دیا جاتا بلکہ ضایع کر دیا جاتا ہے. یہ اسراف ہے جس سے منع کیا گیا ہے ارشاد الہی ہے:

وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ[45]

اور کھاو اور پیو اور بے جانہ اڑاؤ کہ خدا بیجا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

غرض ایک ایسا کام جو شرعی مصالح پر مبنی تھا اگر غور کیا جائے تو اس میں کئی طرح کے مفاسد پیدا ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے ان مفاسد کو دور کرنے اور ان سے باز رہنے میں اپنی بھلائی سمجھنی چاہیے۔

۲۔مذہبی تقریبات:

دعوت دین اسلام کی ضروریات میں سے ہے۔ دعوت کے نتیجے میں اسلام کی اشاعت اور بقا ممکن ہے۔ اس سلسلہ میں مساجد کے اندر دینی محافل اور پروگراموں کو منعقد کیا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض محافل میں اسراف نظر آتا ہے ایک پروگرام میں ایک نعت خواں کو پیسے سے تولا گیا باقاعدہ ترازو قائم کرکے وزن کیا گیا اور نعت خوان کے وزن کے مطابق پیسے دیئے گئے۔ بعض بڑے درجے کے خطیب باقاعدہ پیسے طے کرنے کے بعد خطاب کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ اس طرح ایک نیک کام کو مہنگا کر دیا جاتا ہے۔ پھر ان پروگراموں میں ایسی باتیں ہوتی ہیں جو نامناسب ہوتی ہیں مثلاً گانوں کی طرز پر نعتیں یا تقریریں کرنا۔ ایسی باتیں کرنا جن سے امت انتشار وافتراق کا شکار ہو۔ تقریر کے دوران گالیاں دینا یا نامناسب الفاظ کا استعمال کرنا، مشاہیر مسلمانوں کی توہین کرنا وغیرہ۔

دعوت میں اسراف جائز نہیں اور دعوت میں اس مفسدۃ سے روکا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے زبان کی حفاظت کی خاص تاکید فرمائی ہے۔ زبان کی حفاظت ہی تمام نیکیوں کا خلاصہ ہے۔ قیامت کے دن زبان کی حفاظت نہ کرنے والے عذاب الٰہی کا شکار ہو جائیں گے۔

خطبا کے لیے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔ بے عمل یا بد عمل خطبا کی زبان میں اثر نہیں ہوتا۔ خطبا کو چاہیے کہ جو وہ کہیں پہلے خود اس پر عمل کریں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور خود اپنی نجی زندگی یا تنہائی میں گناہ کا ارتکاب کریں۔ احادیث میں بے عمل اور بد عمل خطبا کے لئے سخت وعید بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح مبلغین کا دعوتی سفر اختیار کرنا اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنا، گھر والوں کو خرچ نہ دینا، قرآن کی دعوت کو عام کرنے کی بجائے قصے کہانیاں سنانا وغیرہ، غرض دعوت کے عمل میں کچھ مفاسد موجود ہیں جن کو دور کرنا ضروری ہے۔

۳۔ نماز باجماعت میں شامل ہونے کے لئے دوڑنا:

اسی طرح نماز بندوں / محکوموں کے حق میں ایک مصلحت ہے. لیکن مدارس میں مقیم طلبہ یا عام افراد کا عین وقت نماز جماعت میں شامل ہونے کے لیے دوڑ کر آنا ایک مفسدۃ ہے۔ حدیث میں ہے کہ نماز کے لیے دوڑ کر نہ آؤ بلکہ نماز کے لیے چل کر آؤ جو پالو ادا کرلو اور جو رہ جائے اسے لوٹالو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَلَا تَأْتُوهَا وَ أَنْتُمْ تَسْعَوْنَ، وَ أْتُوهَا تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا ۔[46]

حضرت اَبو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ، بلکہ اطمینان سے چل کر آؤ، امام کے ساتھ جتنی نماز ملے پڑھ لو، اور جو چھوٹ جائے اسے پوری کرلو۔

۴۔ نماز باجماعت کے بعد گردنیں پھلانگنا:

اسی طرح جماعت کی نماز کے بعد اور خصوصا جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں کو پھلانگنے کی کوشش کی جاتی ہے۔لوگ آج کل کافی جلدی میں ہوتے ہیں، اس لیے وہ فرائض کے بعد سنتیں ادا نہیں کرتے اور دعا مانگتے نمازیوں کی گردنوں سے پھلانگ کر یا سنتیں ادا کرنے والے مسلمانوں کے آگے سے گزرتے ہیں۔ حالاں کہ شریعت میں اس عمل کی سخت مذمت کی گئی ہے، حدیث میں ارشاد ہے حضرت معاذ بن انسؓ سے روایت ہے:

مَن تَخَطّى رِقابَ النّاسِ يومَ الجُمعةِ اتَّخذَ جِسرًا إلى جهنَّمَ [47]

"جمعہ کے دن جس نے لوگوں کی گردنیں پھاندیں اس نے جہنم کی طرف لے جانے والا پل بنالیا"

یہ حدیث اگرچہ غریب ہے لیکن امام ترمذی نے لکھا:

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا أَنْ يَتَخَطَّى الرَّجُلُ رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَشَدَّدُوا فِي ذَلِكَ۔[48]

اہل علم کا عمل اسی پر ہے۔ انہوں نے اس بات کو مکروہ سمجھا ہے، کہ آدمی جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھاندے اور انہوں نے اس میں سختی سے کام لیا ہے۔

۵۔ قتل کرنے میں اذیت دینا:

ہمارے ہاں کچھ علاقوں میں خنازیر کا شکار کیا جاتا ہے۔ خنزیر کو کتوں کے ذریعے قابو کیا جاتا ہے اور اسے برچھیاں مار کر اور اذیت دے کر قتل کیا جاتا ہے۔اسی طرح بعض لوگ مقتول کو قتل کرنے کے بعد اس کے چہرے پر فائرنگ کر کے اسے بگاڑ دیتے ہیں۔اسی طرح جانداروں کے سامنے دوسرے جاندار کو ذبح کیا جاتا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے قتل اور ذبح کرنے میں احسان کا پہلو اختیار کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابو یعلی شداد بن اوس سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

انَّ اللَّهَ كَتَبَ الإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا قَالَ: غَيْرُ مُسْلِمٍ، يَقُولُ: فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ۔[49]

اللہ نے ہر چیز کو اچھے ڈھنگ سے کرنے کو فرض کیا ہے لہٰذا جب تم (قصاص یا حد کے طور پر کسی کو) قتل کرو تو اچھے ڈھنگ سے کرو (یعنی اگر خون کے بدلے خون کرو تو جلد ہی فراغت حاصل کر لو تڑپا تڑپا کر مت مارو)، (اور مسلم بن ابراہیم کے سوا دوسروں کی روایت میں ہے) تو اچھے ڈھنگ سے قتل کرو، اور جب کسی جانور کو ذبح کرنا چاہو تو اچھی طرح ذبح کرو اور چاہیئے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی چھری کو تیز کر لے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔

۶۔ قتال اسلامی میں منہیات:

اسی طرح قتال کے دوران قتل کرنے میں مثلہ کرنے، بد عہدی کرنے خیانت کرنے، جنگ نہ کرنے والے بچوں اور خواتین کے قتل کی ممانعت فرمائی اور ان مفسدات سے بچنے کا حکم دیا:

اغْزُوا بِاسْمِ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ اغْزُوا وَ لاَ تَغُلُّوا وَلاَ تَغْدِرُوا وَلاَ تَمْثُلُوا وَلاَ تَقْتُلُوا وَلِيدًا[50]

اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جو اللہ تعالی سے کفر کرتے ہیں ان سے لڑو، نہ خیانت کرو، نہ بد عہدی کرو، نہ مثلہ کرو اور نہ کسی بچے کو قتل کرو۔

۷۔ وضو اور غسل کرنے میں پانی کا اسراف:

وضو اور غسل میں پانی کے اسراف سے منع فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے:

انَّ رَسُولَ الله صلى الله عليه وسلم مَرَّبِسَعْدٍوَهُوَيَتَوَضَّأُفَقَالَ، مَاهَذَا السَّرَفُ؟فَقَالَ اَفِى الْوُضُوءِاِسْرَافٌ قَالَ نَعَمْ وَاِنْ كُنْتَ عَلَى نَهَرٍجَارٍ[51]

رسول اللہ ﷺ (ایک روز) سعدؓ کے پاس سے گزرے اور وہ (زیادہ پانی لیے) وضو کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیسا اسراف ہے؟ سعد نے عرض کیا: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! یہ بھی اسراف (پانی کا ضیاع ہے، خواہ تم دریا کے کنارے پر وضو کر رہے ہو۔

اسراف کے معنی کسی نیک کام میں حد سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ کسی شرعی فائدہ کے بغیر پانی کا استعمال کر کے اسراف کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جیسے غسل میں تین سے زیادہ مرتبہ پانی بہانا اور علماء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ وضو والے اعضا کو تین سے زیادہ مرتبہ دھونا اسراف ہے اور یہ اسراف یا حد سے تجاوز پانی کے استعمال میں ہوتا ہے۔ نبی مکرم ﷺ ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے غسل فرماتے۔

عن سفينة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يتوضأ بالمد ويغتسل بالصاع قال وفي الباب عن عائشة وجابر و أنس بن مالك قال أبو عيسى حديث سفينة حديث حسن صحيح و أبو ريحانة اسمه عبد الله بن مطر وهكذا رأى بعض أهل العلم الوضوء بالمد والغسل بالصاع

وقال الشافعي وأحمد وإسحق ليس معنى هذا الحديث على التوقي أنه لا يجوز أكثر منه ولا أقل منه وهو قدر ما يكف[52]

حضرت سفینہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک مد پانی سے وضو اور ایک صاع پانی سے غسل کرتے۔ اس باب میں حضرت عائشہؓ اور حضرت جابرؓ اور حضرت انس بن مالکؓ سے بھی احادیث مروی ہیں۔ ابو عیسیٰ یعنی امام ترمذیؒ نے کہا: سفینہ کی حدیث، حدیث حسن صحیح ہے اور ابو ریحانہ اس کا نام عبد اللہ بن مطر ہے اور اسی طرح بعض علماء کی رائے میں ایک مد پانی سے وضو کیا جائے اور ایک صاع پانی سے غسل اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ اس حدیث کا مقصد تحدید نہیں ہے کہ اس سے زیادہ یا کم جائز نہیں بلکہ یہ مقدار ایسی ہے جو کافی ہوتی ہے۔

اسی طرح غسل کے دوران کھڑے پانی میں پیشاب کرنے جیسے مفاسد سے منع فرمایا:

<<لا يبولن احدكم فى الماءالدائم الذى لايجرى ثم يغتسل فيه >>[53]

تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو پیشاب نہ کرے پھر اسی میں غسل کرنے لگے۔

غرض آپ ﷺ نے محدود پانی سے وضو اور غسل کرنے کی تعلیم ارشاد فرمائی اور پانی جیسی نعمت کو ضائع ہونے سے بچانے کی تلقین فرمائی۔ نیز اجتماعی مفاد کے لئے پانی کو ناکارہ بنانے سے منع فرمایا۔

خلاصہ بحث:

مصلحت کے لفظی معنی نیکی کے ہیں۔ ہر وہ چیز مصلحت ہے جو فساد کے خلاف پر رہنمائی کرے۔ مفسدت کے معنی خرابی، برائی، فتنہ اور جھگڑے فساد کے ہیں۔ مصلحت یا منفعت سے مراد مقاصد شریعت کی حفاظت ہے یعنی دین ، جان، عقل، نسل اور مال کی حفاظت ہے۔ اسی ترتیب سے ان کو ایک دوسرے پر ترجیح حاصل ہے۔ ہر وہ چیز جو ان پانچوں مقاصد کے لئے خطرہ ہو مفسدہ کہلائے گی۔ مفاسد کو دور کرنا بھی مصلحت ہے۔ موازنہ میں وزن کرنے کا مفہوم شامل ہے جبکہ ترجیح کے مفہوم میں حساب لگانا، اضافہ، وزن، جھکاؤ، تذبذب اور تقویت وغیرہ کا مفہوم شامل ہے۔ موازنہ کی اصطلاحی تعریف نہیں مل سکی جبکہ ترجیح کی تعریف یہ ہے کہ صالحین میں سے ایک کا بقائے باہمی اس بات کی نشاندہی کرنے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے، ان کے تضاد کے ساتھ عمل کی ضرورت اور دوسرے کو نظر انداز کرنا ہے۔ مثال کے طور پر ضروریات کو حاجیات اور تحسینیات پر ترجیح حاصل ہو گی۔ پھر حاجیات کو تحسینیات پر ترجیح حاصل ہو گی۔ مصالح اور مفاسد کو خیر وشر، حسنات وسیئات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مصالح اور مفاسد کی چار اقسام بیان کی جاتی ہیں۔ شریعت کے ذریعہ مصالح اور مفاسد کو پہچانا جائے گا اور جہاں شریعت رہنمائی نہیں کرے گی وہاں عقل کے ذریعہ مصالح اور مفاسد کو پہچانا جائے گا۔ شریعت نے مصالح کے حصول اور مفاسد کو دور کرنے کے سلسلہ میں دلائل بیان کئے ہیں۔ مصالح اور مفاسد میں موازنہ کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ

ہے کہ دو مصالح کے درمیان موازنہ کیا جائے اور مصلحت کبری کو مصلحت صغری پر ترجیح دی جائے گی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دو مفاسد کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے چھوٹی مفسدت کا ارتکاب کیا جائے گا اور بڑی مفسدت سے بچا جائے گا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مصالح اور مفاسد کے درمیان موازنہ کیا جائے گا اور مصلحت کو اختیار کیا جائے گا جبکہ مفسدۃ کو ترک کر دیا جائے گا۔ عصر حاضر میں کئی مصالح کے اندر مفاسد پیدا ہو چکے ہیں جیسے نکاح جیسے مسنون عمل میں شادی کی تقاریب کے دوران بعض حرام کاموں کا کھلے عام ارتکاب وغیرہ۔ مذہبی تقاریب میں ریاکاری اور اسراف کے پہلو کا موجود ہونا لمحہ فکریہ ہے۔ غرض مصالح اور مفاسد دن اور رات کی طرح ہیں ایک کے جانے کے بعد دوسرا آجاتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1] Ibn e Manzoor Al Afreeqi, Jamaluddin Muhammad Bin Mukarram, Lisan ul Arab (Bairoot: Dar Sadir, 2010), Volume:2, P:517

[2] Al Zubaidi, Muhammad Murtaza Al Hussaini, Tajul Uroos man Jawahar al Qamoos (Al Qawait: Maktaba Hakuma, 1969) Volume: 6, P: 549-550

[3] Imam Raghib Asfahani Mutarjum Molana Muhammad Abda, mufardaat ul Quran (Lahore: Ahl e Hadees Akadmi, 1971) Volume:2, P: 590

[4] Ibn e Ashoor, Muhammad Tahir, Makasad ul Shariyat ul Islamia (Qatar, Wazaratul waqaf wal shaoon al Islamia, 2004) Volume:3, P: 200

[5] Abul Fazal, Molana Abdul Hafeez Balilawi, Misbah al lughat (Multan: Maktaba Amdadia, 1950), P:633

[6]https://www.maajim.com/dictionary/%D9%85%D9%81%D8%B3%D8%AF %D8%A9 accessed on 24-04-2024

[7] Ibn e Ashoor, Muhammad Tahir, Makasad ul Shariyat ul Islamia, Volume:3, P: 201

[8] Albani, Muhammad Nasiruddin, Al Jamia al Saghir waziadtah (Al Fathal Kabir)(Al Maktab al Islami, Majhool) Rakam al Hadees: 6249, P:902

[9] Al Ghazali, Abu Hamid, Al Mustafa Fi Asool ul Fiqh (Qahira, Matbatul Ameeria Bolaq, 1322 H) Volume: 1, P: 287

[10] Yousaf Hamid ul Alim, Islami Shariyat Maqasad aur Muslih (Islamabad: Idara Tahqiqat e Islami, 2011) P: 146

[11] Al Booti, Al Daktoor Muhammad Saeed Ramzan, Zawabat al maslah fil Sharia tul Islamia (Majhool: Muasast ar Risala, 1965) P: 23

[12] Muhammad Nijatullah Siddiqui, Maqasid e Shariat (Islamabad, Idara Tehqeeqat e Islami, 2018) P: 5

[13] Ibn e Teemia, Ahmad bin Abduk Haleem, Majmua al Fatawa (Al Saudia: Wazaratul shaun al Islamia..., 2004) Volume: 11, P: 342,343

[14] Ibn e Abdul Salam, Qawaid al Ahkam, Volume: 1, P: 5
[15] Shatbi, Al Mawafqat, Volume 2, P: 63
[16] Ibn e Manzoor, Al Lisan ul Arab (Mada Wazan) Volume: 13, P: 446
[17] IBD, Volume: 2, P: 445
[18] Al Aamadi, Abul Hassan Sayyad ud din Ali Bin Abi Ali, Al Ahkaam fi Asool al Ahkaam (Bairoot: Al Maktab al Islami, SN) Volume: 4, P: 239
[19] Azaddin Abdul Aziz Bin Abdul Salam, Qawaid Al Ahkaam fi Masalih al Anaam (Al Qahira: Maktabatul kulyat Al Azharia, 1994) Volume: 1, P: 5
[20] Al Najam 53 : 32
[21]IBID, Kitab ul Fitan, Baap Kaif ul Amr aza lam takan Jamaat, Raqm 7084
[22] Ibn e Ashoor, Muhammad Tahir, Maqasad al Shariyatul Islamia, Volume:3, P: 213-218
[23] Azaddin Abdul Aziz Bin Abdul Salam, Qawaid al Ahkaam fi Musalih al Anaam, Volume:1, P: 10-14
[24] Ibn e Ashoor, Muhammad Tahir, Maqasad al Shariyatul Islamia, Volume: 3, P: 202, 203, 204
[25] IBID, P: 10
[26] Al Nahl 16 : 90
[27] Al Baqarah 2 : 205
[28] Muslim Bin Hujjaj, Sahih Muslim, Kitab ul Jihad wal Sair, Chapter Tameer ul Imam, Raqm 4522
[29] Azaddin Abdul Aziz Bin Abdul Salam, Qawaid al Ahkaam fi Musalih al Anaam, Volume:1, P: 7
[30] Shatbi, Mawafqat, Volume: 2, P: 15, 17, 26, 44, 45
[31] Ibn e Ashoor, Muhammad Tahir, Maqasad ul Shariyat ul Islamia, Volume: 3, P: 205
[32] Al Baqarah 2:219
[33] Ibn e Ashoor, Muhammad Tahir, Maqasad ul Shariyat ul Islamia, Volume: 3, P: 214
[34] Kaandhlawi, Molana Muhammad Idrees, Muarful Quran (Lahore: Maktaba Hassaan Bin Sabit, 1434 H) Volume:1 P: 217
[35] Islahi, Molana Ameen Ahsan, Tadabar e Quran Majmua Tafseer Application version: 3, Updated on 24 February 2023
[36] Al Anfaal 8 : 67
[37] Muslim Bin Hujjaj, Sahih Muslim, Kitab ul Masajid, Baap Fazl Salatul Jamia o Biyan al Tashdeed fi al Takhaluf e Anhaar, Raqm : 14
[38] Al Kahf 18: 79
[39] Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, Al Jamia Al Sahih, Kitab al wazu, Chapter Sabul Maa alal bool fil Masjid, Raqm:
[40] Al Inaam 6 : 10

[41] Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, Al Jamia Al Sahih, Kitab ul Ilm, Baab Man tarka baadal ikhtiyar e mukhaaf... Raqm:

[42] Al Nahl

[43] Ibn e Maaja : 3380

[44] Tirmizi : 2417

[45] Al Araaf : 7

[46] Ibn e Maaja, Abu Abdullah Muhammad Bin Yazeed, Sunan Ibn Maaja, Kitab ul Masajid wal Jamaat, Al mashi ilal Salaat, Raqm:

[47] Tirmizi, Abu Esa Muhammad bin Esa, Sunan al Tirmizi, Kitab u Salat, Baab e Majaa fi Karahiyatul Takhti Youm al Juma, Raqm: 513

[48] IBID

[49] Abu Dawood, Suleman bin Ashas, Sunan Abi Dawood, Kitab ul Zahaya , Baab fil nahi an tasabural bahaim wal rafaq bil zabeeha, Raqm: 2815

[50] Muslim Bin Hujjaj, Sahih, Kitab ul Jihad wal sair, Baab Tameer ul Imam....., Raqm: 4522

[51] Sunan Ibn e Maaja, Kitab ul Taharat o sunanha, Baab Majaa fil Qasad fil wuzu wa karahatal taadi fi, Raqm: 424

[52] Tirmizi, Abu Esa Muhammad bin Esa, Sunan al Tirmizi, Kitab u Taharat an Rasool Allah (SAW) , Baab fil Wuzu bil mad, Raqm: 56

[53] Sahih al Bukhari, Kitab ul Wuzu, Baab al bol fil maa al daim, Raqm: 236